

۱۱۶



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْفَضْلُ الْقَادِیَانِیُّ
عَسَىٰ اَنْ یَّبْعَثَ رَبُّکُمْ مَقَامًا خَيْرًا مِّنْ ذٰلِکَ

THE ALFAZL QADIAN

الفضل قادیان

قادیان

از دفتر اخبار افضل قادیان رجسٹرڈ ایڈیشن نمبر ۸۲۵
خدمتِ ضابطہ گونو کینی - چھتر آباد - لاہور

قادیان

قادیان



تالیف: مولانا محمد رفیع صاحب
چھتر آباد
پہلی بار شائع: ۱۹۲۶ء
مطابق ۲۹ شعبان ۱۳۴۵ھ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

۲۶ فروری ۱۹۲۶ء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ لاہور تشریف لے جانے کے لئے قادیان سے روانہ ہوئے۔ مبارک پیچھے پر معلوم ہوا کہ گاڑی پون گھنٹہ لیٹ ہے۔ اس عرصہ میں حضور بیٹ فام پر ہی کھڑے رہے۔ اور ملاقات کرنے والوں کو شرف سے بہرہ ور فرمایا۔
بادشاہی رام صاحب رئیس گھوڑے واہ نمبر ڈسٹرکٹ بورڈ گورداس پور حضور کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اور جب تک حضور گاڑی میں سوار نہ ہو گئے۔ بادشاہ صاحب موجود رہے۔ گفتگو زیادہ تر ایکشن کے متعلق ہوئی۔ پھر مختلف کا ذکر ہوتا رہا۔ اسی سلسلہ میں گھوڑے کی سواری کے متعلق تذکرہ چلا۔ تو حضور نے اپنے پیچھے کا ایک عجیب فاتحہ بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ ایک دفعہ بچپن کے ایام میں میں گھوڑے پر سوار ہوا۔ گھوڑا اعضاء زور۔ نعبہ سے باہر نکلے ہی وہ بے لگام ہو گیا۔ میں نے ہر چند اسے روکنے کی کوشش کی۔ مگر

مذہب مسیح

چونکہ لاہور سے یہ اطلاع موصول ہوئی تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ایک لیکچر ۲۲ مارچ ۱۹۲۶ء بعد دوپہر بریڈ لائل میں ہو گا اور دوسرا لیکچر اسلامیہ کالج کے جیوب ہال میں ۲۳ مارچ رات کو قرار پایا ہے۔ اس لئے بہت سے اہل لاہور روانہ ہو گئے۔ مگر مارچ دفاتر اور سکولوں میں تھپیل کر دی گئی۔ جو اصحاب اس سال ٹیریٹوریل فورس کی ٹریننگ کے لئے ایتالیا چھاؤنی گئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔ حضرت صاحب زادہ مرزا ضریف احمد صاحب بھی قادیان تشریف لے آئے۔
حضرت نواب مبارک بیگ صاحب دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ اور محترمہ صاحبزادی امۃ الخلیفہ صاحبہ قادیان میں ہیں۔
قادیان کو کمال ٹون قرار دینے کے بعد چھ وارڈوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک ایک مرتب ہو گا اور ایک کے گاڑی ممبر ہو گا۔ تین حلقوں سے امیدواروں کے نام اپنے طور پر تجویز ہو چکے ہیں۔

فہرست مضامین

مذہب مسیح - حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سے لاہور میں
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ میں ...
امام جماعت احمدیہ کا پہلا پروفیسر رام دیو صاحب کو ...
مبارک فال ۲۰۰۰ کے مجسٹریٹ انڈور کا نیا احیاء حکم ...
سرورینہا اللہ صاحب آریہ ساظر وہ آریہ سماجی اچھوت ...
مکتوب امام علیہ السلام ...
اشاعت انجیل کے اعداد و شمار اور نشان اور مسلمان ...
اسلام کے بدترین دشمن - اہل یہاں ...
شب زندہ داران لندن ...
پنجاب میں عیسائی ترقی ...
حضرت عیسیٰ کی وفات پر وضوح قرآنی ...
سعادین جو اند سلسلہ + استہارات ...
جماعت احمدیہ امرت سرکار غیر معمولی جلسہ ...
ضمیمہ ...

وہ نہ دکھا۔ اسی حالت میں موضع بسرا نوال کے قریب چنچ گیا۔ جہاں میں نے دیکھا کہ گھوڑا جس رخ جا رہا ہے۔ اس کے سامنے ایک غیر آباد بزمینڈر کے کونوں ہے۔ اور اس کے پاس ہی دو چار قدم کے فاصلے پر چنچنے کیل رہے ہیں۔ اس وقت میں نے سوچا۔ اگر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور بچوں کی طرف گھوڑے کا رخ کرتا ہوں۔ تو میری ایک جان کے بدلے کئی جانیں (بچے) ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اور اگر ان کو بچاتا ہوں۔ تو دوسری طرف کھڑا ہوں۔ جس میں گھوڑے کے گرنے کا وجہ سے اپنی جان جانے کا ڈر ہے۔ اس وقت میں نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ میرا اخلاقی ذمہ ہے۔ کہ میں اپنی جان کی پروا نہ کروں۔ چنانچہ میں نے گھوڑے کو سیدھا جانے دیا۔ خدا کی شان گھوڑا جو سر پٹ دوڑ رہا تھا۔ عین کونوں کی منڈیر کے پاس پہنچ کر یکدم رُک گیا۔ یہ واقعہ حضور کی بچپن کی زندگی پر عجیب روشنی ڈالتا ہے۔

حضرت خلیفۃ مسیح ثانی علیہ السلام

۲۴ فروری ۱۹۲۴ء - مفتی محمد صادق صاحب نے نماز صبح کے بعد حاضر خدمت ہو کر احمدیہ وفد کے حالات بیان کئے۔ جو دوسرا ہند کی خدمت میں ۲۵ فروری کو پہلے حاضر ہوا تھا۔ چونکہ حضور کی تشریف آوری کے وقت گذشتہ رات کو احباب جماعت احمدیہ لاہور کو سبب شرکت جلسہ احمدیہ لاہور حضور کی ملاقات کا موقع نہ مل سکا تھا۔ اس لئے وہ علی الصبح حاضر ہوئے شروع ہو گئے۔ ایسا ہی مصافحات لاہور یعنی گڑھی شاہو۔ مزنگ۔ گنج۔ چھانڈی لاہور۔ باغبان پورہ۔ شاہدرہ وغیرہ کے احباب نے بھی شرف ملاقات حاصل کیا۔ شیخ پورہ۔ گوجرانوالہ۔ شرق پورہ۔ شاہ سکین۔ قصور۔ فیروز پورہ وغیرہ مقامات سے بھی احباب آئے۔

صوبیدار خوشمال خان صاحب پشاور۔ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب پشاور اور کپتان عبدالکیم صاحب سندھ نے جوارکین وفد دہلی میں سے تھے۔ باریابی پائی۔ اور کچھ دیر گفتگو کی۔

ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو کبھی قادیان میں ہوا کرتے تھے۔ رادر اب یوسف باعین لاہور کے ساتھ وابستہ ہیں۔ سو اپنے ایک رفیق کے ملاقات کے واسطے آئے۔ شیخ مختار احمد صاحب بیرسر اور خواجہ فیروز الدین صاحب بیرسر نے بھی ملاقات کی۔

پرو فیسر عبدالکیم صاحب پریزیڈنٹ ایجوکیشن یونین اسلامیہ لاہور یہ درخواست لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ حضور ازراہ ہر بانی یونین میں مذہب اور سامن پر تقریر کر کے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ پرو فیسر صاحب کی اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا گیا۔

غلام حسین صاحب ڈرائیور قصور۔ بابو فتح محمد صاحب بکرک ڈاک خانہ۔ برکت علی صاحب موضع امیر اور تانسی کیم صاحب۔ شیخ پورہ نے بیعت کی۔

قریشی عبدالحمید صاحب انیسٹر پولیس کے بھائی کی خدمت دہلی پر حضور ان کے مکان واقع اندرون لاہوری دروازہ پر تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ بہت سے احباب بھی گئے۔ جو مدعو تھے۔ حضرت صاحب نے وہاں ایک مختصر سی تقریر بھی فرمائی۔ جو انشاء اللہ شائع کی جائیگی۔

جیسا کہ احمدی احباب واقف ہیں۔ حضرت صاحب کی مجالس میں مختلف احباب کی آمد پر مختلف تذکرے پھر جلتے ہیں یہاں بھی یہی حال ہے۔ کئی قسم کے ذکر معروض باریں میں آئے جنہیں قارین الفضل کے لئے کسی جگہ سے لفظاً اور کسی جگہ سے معنیاً پیش کیا جاتا ہے۔

کچھ قوم کے متعلق ذکر کرنے پر فرمایا۔ کچھ قوم جلد مسلمان

ملاقات کے لئے حاضر ہوئے جو ہری ظلام محمد صاحب بکرکری نسیخ سے عرض کیا۔ کہ چونکہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کا کنہیا لال لال میں اس وقت بیکر ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ احباب گاڑی کے وقت جلسہ گاہ نہ چھوڑیں۔ کہ اس سے ابتری پھیلتی ہے۔ اس لئے احباب حاضر خدمت نہ ہو سکے۔ حضور نے اپنی بھی بہت جلد رخصت کر دیا۔ تاہل گاہ اپنی موجودگی سے استغاثات جلسہ مضبوط طریق پر قائم رکھے گئے۔

نعل پورہ دیوے سٹیشن پر لاہور چھانڈی موضع چنچ اور موضع شاہو کی گڑھی وغیرہ کے بہت سے احباب حاضر خدمت ہوئے۔ سوہ جات پیش کئے۔ اور حضور کے گلے میں ہار ڈالے۔ اکثر ان احباب میں سے لاہور تک حضور کی معیت میں آئے۔ ان دوستوں کے ساتھ ایک چھوٹی سی چھنڈی تھی۔ جس پر کھانا تھا۔ سیدنا! اھلاً وسہلاً و مرحباً!

لاہور میں بھی چونکہ اس وقت پوہری فتح محمد صاحب امیر ہری کی تقریر پوہری تھی۔ اس لئے احباب کو جلسہ گاہ سے کچھ دیر قبل آنے کے لئے منتظم جلسہ کی طرف سے ممانعت کی گئی تھی۔ تاہم جماعت لاہور کے معززین میں سے پوہری ظفر اللہ خان صاحب کیم محمد حسین صاحب قریشی۔ شیخ عبداللطیف صاحب۔ حکیم محمد حسین صاحب مریم بی بی اور ستری سراج الدین صاحب بہر استقبال تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ بعض اور دوست بھی تھے۔ حضور اور حضور کے اہمیت کو بوند بوند قیام گاہ تک لایا گیا۔ جہاں حضور نے کچھ دیر آرام فرمائے اور مقامی جماعت کے کارکنوں سے بعض امور ضروریہ کے متعلق بعض استفسار کرنے کے بعد کھانا تناول فرمایا۔ اور نماز پڑھائی۔

ہو سکتی ہے۔ جس مذہب میں کوئی قانون نہ ہو۔ بیاہ شادی اور موت فوت کے قواعد نہ ہوں۔ وہ مذہب کہلانے کا مستحق نہیں دو جلد دوسرے مذہب میں جذب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جیسا سے اپنے گھر میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی۔ تو وہ دوسروں کے گھر کی طرف دیکھتا ہے۔ اور جہاں سے اس قسم کی ضرورتیں پیدا ہوں وہاں سے پوری کر لیتا ہے۔ کچھ قوم میں چونکہ ایسا کوئی قانون نہیں اس لئے اس کا کسی اور قوم میں جذب ہو جانا مشکل نہیں۔ یہ لوگ ہندوؤں سے صرف تمدنی تعلقات کی وجہ سے ملے جاتے ہیں اور حیب یہ تعلق کٹ جاتے۔ تو پھر ان کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ مسلمان ہو جائیں۔ البتہ ضرورت اس امر کا ہے۔ کہ ان میں سے چند آدمی ایسے پیدا ہوں۔ جو اس بات کو سمجھ سکیں۔ اور پھر اپنی قوم کو سمجھائیں۔

گائے کی قربانی کے متعلق ذکر آیا۔ تو فرمایا۔ سمجھ نہیں آتا۔ کیوں اور کیسے گائے کی قربانی ہندوؤں کے لئے مذہبی طور پر وجہ عداوت بن گئی۔ حالانکہ ویدوں کے زمانہ میں ہر ایک گائے کے کبابوں وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔ اور پھر اب تو بعض سمجھدار ہندو یہ بھی کہہ اٹھتے ہیں۔ کہ گائے کی تقدیس کوئی ایسی بنیاد نہیں۔ جس پر ساری ہندو قوم کا اتفاق ہو سکے۔

دھی اور خواب پر یقین نہ کرنے کے بارے میں فرمایا۔ کہ ایمان لانا تو اس الہام یا خواب پر ضروری ہوتا ہے۔ جو دنیا کے لئے حجت ہو۔ اور پھر قطعی اور یقینی بھی۔ یوں تو ایک چارہ کئی خواب بھی ہو سکتی ہے۔ اور ایک کنجھنی کو بھی کئی خواب آ سکتی ہے۔ کیا اس کا نام تاہی ضروری ہے۔ وہ اگر حجت ہو سکتی ہے۔ یا اگر وہ قطعی اور یقینی ٹھہر سکتی ہے۔ تو خواب دیکھنے والے کی اپنی ذات کے لئے۔ نہ کہ دنیا کے واسطے۔ ایسے خواب دیکھنے

والے کی اپنی ذات کے متعلق ہوتے ہیں۔ صرف ان الہامات اور خوابوں پر دوسروں کے یقین رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو دنیا کے لئے ہوتے ہیں۔ ام موسیٰ اور بعض ایسے شخصوں کی طرح جو نبی نہیں تھے۔ وہی آنے کا جو ذکر قرآن کریم میں موجود ہے وہ صرف انہیں کی ذات کے متعلق ہے۔ جن کو ہوتی۔ وہ دنیا کے لئے حجت نہیں۔

۲۸ فروری ۱۹۲۴ء - آج صبح وقت منگھٹا سہال کے بعد پریشاں سحر درو ہوا۔ جس کے درمیان گھنٹہ کے بعد آرام آئی۔ (امحمد اللہ) دوپہر کو حرارت اور سردی کی شکایت ہو گئی۔ احباب صحت کے لئے دوا فرمائیں۔

فاکسار نذیر احمد چشتی از لاہور

حضرت خلیفۃ مسیح ثانی علیہ السلام اللہ تعالیٰ لاہور میں جناب پوہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسر ایٹ لارڈ کی کوئی نیپے روٹی میں

الفضل للشيخ محمد بن عبد الرحمن بن محمد

یوم جمعہ - قادیان دارالامان - ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء

امت کا چیلنج و فیرا دم و حساکو امام جہاد احمدیہ بن پروردگار پروردگار

کیا پرو فیر صاحب سلج منظور کرنے

آج کل آریوں میں مسلمانوں کے خلاف جواشتعال اور جوش پھیلنا ہوا ہے۔ اسے نہ صرف قائم رکھنے بلکہ اس میں اضافہ کرنے کے لئے آریوں نے تیزیوں کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔ یہاں تک پہنچا ہے کہ لاہور میں فاضل اہتمام کے ساتھ پرو فیر رام دیو صاحب چاریہ کا لیکچر "آریہ سماج اور مسلمان" کے موضوع پر کرکرایا گیا ہے اور آریہ اخبارات میں نمایاں طور پر اسے جگہ دی جا رہی ہے۔

اس لیکچر میں پرو فیر صاحب نے الفاظ کے الٹ پھیر کے ساتھ اسلام کے خلاف فریباً دہی باتیں بیان کی ہیں۔ جو انہوں نے مسلمانوں میں اپنے اس لیکچر میں کہی تھیں۔ جس کا خلاصہ ۳۰ نومبر کے اخبار "بندے ماترم" میں شائع ہوا تھا۔ جس طرح اس وقت انہوں نے اپنے لیکچر کی بنیاد مسٹر فدا بخش اور سید امیر علی کے بیانات پر رکھی تھی۔ اسی طرح اب بھی جا رہا انہوں نے انہی اصحاب کا حوالہ دیا ہے۔ جس طرح اس وقت انہوں نے کہا تھا۔ گھوڑا ان کو ایم فدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اُترا بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ڈائری ہے۔ جس میں یہ تفسیر تبدیل ہوتا رہا۔ اسی طرح اب بیان کیا کہ "قرآن تو حضرت محمد کی رائگاں ڈائری ہے۔ ہر ایک موقع کے مطابق اس میں آیتیں پائی جاتی ہیں۔ جہاد کے لئے بھی حکم موجود ہے۔ کافروں کو قتل کرنے کے بارہ میں بھی لکھا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مذہب کے بارہ میں جبر نہیں کرنا چاہئے۔" "دیر تا پ" (افزوی) پھر جس طرح مسلمانوں میں یہ کہا تھا۔ کہ اسلام صرف عرب کے وحشی لوگوں کے لئے باعث تسلی ہو سکتا تھا۔ مہذب دنیا سے قبول نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اب کہا ہے کہ "جب اسلام کا زیادہ مہذب لوگوں سے واسطہ پڑا۔ تو اس میں گراؤٹ شروع ہو گئی۔ پسین جاکر یہ رک گیا۔ اور پھر خاتمہ ہونا شروع ہو گیا۔" (حوالہ مذکور)

اسی طرح تعدد و افواج اور اسلامی پروردگار پر اعتراض کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کو موجودہ زمانہ میں ناقابل عمل بتایا گیا ہے۔

اس کے مقابلہ میں گیت اور اپنشدوں وغیرہ کی فضیلت کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ رامائن اور مہا بھارت کا پامٹھ کرنے کی مسلمانوں کو تحریک کی گئی ہے۔ غرض اس تازہ لیکچر کا ایسا ہی وہی ہے۔ جو ۱۹۲۷ء کے لیکچر کا تھا۔ اور جس کی تردید میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایذہ اللہ تعالیٰ نے چند ایک مضامین شائع فرمائے تھے۔ اور پرو فیر صاحب کو چیلنج دیا تھا۔ کہ وہ قرآن کریم اور اسلام کی تعلیم پر جو اعتراض کرنا چاہیں۔ کریں۔ انہیں جواب دیا جائے گا۔ لیکن پرو فیر صاحب نے باوجود ان شرائط کو منظور کر لینے کے جو اس قسم کی تحریری بحث کے لئے تجویز ہوئی تھیں بالکل خوشی اختیار کر لی۔ اور اسلامی تعلیم پر کوئی اعتراض پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اب چونکہ کئی سال کی خاموشی کے بعد انہوں نے پھر پہلے ہی اعتراضات پہلی ہی نمبر میں دو ہر ایسے ہی اس لئے ان کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایذہ اللہ تعالیٰ کا پہلا چیلنج پھر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر پرو فیر صاحب میں بہت ہو۔ تو قبول کر کے میدان میں آئیں۔ اور اسلام کے خلاف جو اعتراضات کرنا چاہتے ہیں۔ دل کھول کر لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایذہ اللہ تعالیٰ پرو فیر صاحب مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں :-

"میں پرو فیر صاحب سے امید کرتا ہوں۔ کہ یہ باتیں جو انہوں نے اسلام کی کمزوری ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں ان کے متعلق اگر کوئی دلیل ان کے پاس ہے۔ بیان دگولہ لکھے پاس ہے۔ جن کی مدد انہوں نے حاصل کی ہے تو اس کو پیش کریں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس امر کو یقینی دلائل سے ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ علوم کی ترقی اور سائنس کے انخسافات اگر کسی مذہب کے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ تو وہ صرف اسلام ہے۔ یہی مذہب ہے۔ جو ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ اور پورا کرتا ہے گا۔ تعجب ہے۔ کہ پرو فیر صاحب کو وہ چند لوگ تو نظر آ گئے۔ جو ان کے صوج سے باہر رہتے ہیں۔ اور جو اسلام کے بعض مسائل پر اعتراض کرتے۔ اور اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکال لیا۔ کہ اسلام ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ لیکن ان کو وہ لوگ جو انہی کے صوبہ میں رہتے ہیں۔ جو علی الاعلان اسلام کے ہر لگیا، حکم کی خوبی ثابت کرنے کے لئے اداس کی زنگی بھیل قوت کے گواہ ہیں۔ اور ان میں علوم جدیدہ کے ماہرین بھی شامل ہیں۔ نظر آئے۔"

اس کے علاوہ پرو فیر صاحب کے ہر ایک اعتراض کے متعلق حضور علیہ السلام بھی اپنے عقیدہ اور اس کی صداقت کے دلائل کا

ذکر کیا تھا۔ چوں کہ پہلے ہی اعتراضات کی پرو فیر صاحب نے اب پھر دوہرایا ہے۔ اس لئے ان کے متعلق جو کچھ پہلے کہا گیا تھا۔ وہی صورت بجز اب کہا جا سکتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں :-

"میرے نزدیک قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس کا ایک ایک لفظ اسی طرح محفوظ ہے۔ جس طرح کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور یہ بات میں صرف عقیدہ ہی نہیں مانتا۔ بلکہ اس بات پر بھی کامل یقین ہے۔ اور یہ یقین اس امر کا نتیجہ نہیں۔ کہ میں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہوں۔ بلکہ اس یقین کی بنا دلائل اور عینی شواہد پر ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر اس شخص کے اعتراضات کے جواب دے سکتا ہوں۔ جو قرآن کریم کے کلام الہی ہونے کا منکر ہو۔ خواہ وہ اعتراضات عقلی ہوں یا نقلی۔"

"یہ اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوں کہ اسلام عرب کے نیم خشک کے لئے نہیں۔ بلکہ دنیا کے بہترین متمدن لوگوں کے لئے بھی مفید ہی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ اور میں ہر اس شخص کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ جو اسلام کا حلقہ اثر صرف نیم وحشیوں تک محدود رکھتا ہے۔ اسلام عملی طور پر یورپ اور ایشیا کے متمدن ممالک یعنی یونان کے علاقوں ایران اور ہندوستان کی اصلاح کر کے ثابت کر چکا ہے۔ کہ وہ تہذیب کا دعویٰ کرنے والے ممالک کے لئے بھی ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ غیر متمدن لوگوں کے لئے۔ اور اگر کسی کو عقلاً اس امر پر کوئی اعتراض ہے۔ تو وہ پیش کرے۔ اگر اس کے اعتراضات تنقید کی کسوٹی پر سچے ثابت ہوں۔ تب جو چاہے۔ دعویٰ کرے۔"

"میں اس بات پر یقین کرتا ہوں۔ کہ اسلامی پروردگار نبی اور تقویٰ کے قیام کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ اور میں مشتاق ہوں۔ کہ اس شخص کے دلائل سنوں جسے اس پر کوئی اعتراض ہو۔" "میں کثرت از دواج کا نہ صرف قائل ہوں بلکہ اسپر عالی ہوں۔ اور میرے نزدیک اسلامی احکام کے ماتحت ایک سے زیادہ نکل کر نہ صرف یہ کہ زنا کاری نہیں بلکہ اول درجہ کی برابری قربانی ایشار اور تقویٰ کی علامت ہے۔ اور کوئی عیاش انسان ان قواعد کے ماتحت دو درجہ نکل کر ہی نہیں نکلتا۔" "میرا یہ بھی یقین ہے۔ کہ پوراں اور امان کے پڑھنے نہیں۔ بلکہ اسلامی احکام پر عمل کرنے سے سچی پرہیزگاری نصیب ہوتی ہے۔ اور میں اس بات کا متفق ہوں کہ وہ باتیں معلوم کوں جو امان میں ایسی موجود ہیں۔ کہ جن سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے لیکن قرآن کریم اور احادیث اور اسلامی لٹریچر میں موجود نہیں۔ میرے نزدیک تہذیبوں کی ان مذکورہ بالا کتب میں ایسی کوئی بات نہیں مل سکتی۔ جو پاکیزگی کا باعث ہو۔ مگر اسلام میں موجود نہ ہو۔ ان ایسی باتیں ضرور مل جا دیں گی۔ جو ان کتب میں موجود ہیں۔ اور خود

ہندو صحابیان بھی اس سے یہی پسند کریں گے۔ کہ کاشع اپنے بیوتوں
 ان سطور کو پڑھ کر پر د فیبر رام دیو صاحب باسانی معلوم
 کر سکتے ہیں، کہ ان کے لیکچر کی کوئی بات ایسی باقی نہیں رہ گئی جس کا
 فاخرہ آ گیا ہو۔ اور اسلام کے خلاف ان کا کوئی اعتراض ایسا
 نہیں رہا۔ جسے پیش کرنے کے لئے انہیں موقع نہ دیا گیا ہو۔ پس
 انہیں چاہیے۔ اگر پہلے نہیں۔ تو اب ضرور اس چیلنج کو منظور کریں
 تا بار بار ایک سی لیکچر کو دہرانے کی تکلیف سے بچ جائیں لیکن
 اگر اس دفعہ بھی وہ مقابلہ پر نہ آئے۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ اسلام
 کے خلاف انہوں نے چند نئی نئی باتیں رتی ہوئی ہیں۔ جنہیں
 گوئی محض کی خاطر دہراتے رہتے ہیں۔ ورنہ تو ان میں اتنی
 ہمت ہے کہ مرد میدان بجز تعلیم اسلام کی صداقت ثابت کرنے
 والوں کے سامنے کھڑے ہو سکیں۔ اور نہ ہی یہ طاقت ہے۔ کہ
 جس مذہب کے پیرو بچنے کا انہیں دعویٰ ہے۔ اس کی صداقت
 ثابت کر سکیں۔

مبارک فال

کھلبے۔ ایک دفعہ مسلمانوں نے ایک ملک پر چڑھائی کی۔ تو
 بادشاہ نے چند سرکردہ مسلمانوں کو بلا کر گفتگو کی۔ اور انہیں تسخیر
 ایک بوری میں مٹی ڈال کر ان کے حوالہ کی۔ انہوں نے مٹی کی بوری
 اٹھالی۔ اور یہ کہتے ہوئے واپس اپنے لشکر کی طرف دوڑ پڑے
 کہ بادشاہ نے خود اپنے ملک کی مٹی ہمارے حوالہ کر دی ہے۔ جو
 ہمارے لئے مبارک فال ہے۔ یہ سیکر بادشاہ کو اپنی حرکت پر افسوس
 ہوا۔ اور مٹی کی بوری چھین لینے کے لئے آدمی دوڑائے۔ مگر مسلمان
 ان کے ہاتھ نہ آئے۔ آخر لڑائی ہوئی اور خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو
 فتح عطا کر دی۔

اسی طرح کی ایک مبارک فال ہماری اس مذہبی جنگ کے متعلق
 ظاہر ہوئی جو جماعت احمدیہ اور آریہ سماج میں ہو رہی ہے۔ آریہ سماج
 نے اپنی تقریروں اور آریہ لیکچرروں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ
 کامیابی کی صورت نہ دیکھنے ہوئے ہمارے خلاف کارٹون سازی
 شروع کی ہے۔ چنانچہ مایاب (۲۰ فروری) میں ایک کارٹون شائع ہوا
 ہے۔ جس سے ہم اپنے لئے مبارک فال لیتے ہیں۔

کارٹون اس طرح بنایا گیا ہے۔ کہ کشتیاں پر کاشا کو ایک کشتی
 ہوئی تھی کی شکل دی گئی ہے اور ایک نوجوان کو جہاز میں سربوٹ
 لئے اس کشتی کو بھارا ہے۔ احمدیہ جماعت "قرار دیا گیا ہے۔ اور
 نیچے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ احمدیہ جماعت کہہ رہی ہے۔ "میں تمہیں بھگا
 ہی چھوڑ دوں گا۔"

خدا چاہے تو ایسا ہی ہو گا۔ جماعت احمدیہ کی ہاتھوں ہتھینا
 ایک دن آریہ سماج کا ٹھکانا ہوا چراغ بجھے گا۔ اور اس بات کو آریہ سماجی

بھی خوب اچھی طرح محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور میں جماعت احمدیہ
 نے لیکچروں کا جو سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس سے آریہ سماجی اخبارات
 میں کھلسلی ہوئی ہے۔ اور مایاب (۲۵ فروری) "قادیانی مرزا یوں
 کی لاہور پر چڑھائی کے عنوان سے مضمون لکھ کر اپنی سراپائی کا
 اظہار کر رہا ہے۔

ڈسٹرک مجسٹریٹ اندور کا ناواجب حکم

اندور میں ہندو مسلمانوں کا جو فساد حال میں ہوا ہے۔ اس کی وجہ
 سے ڈسٹرک مجسٹریٹ اندور نے حکم نافذ کیا ہے کہ کسی مقام پر پانچ
 سے زیادہ آدمیوں کا مجمع خلاف قانون سمجھا جائیگا۔ اور اس حکم سے
 مسجدیں اور مندر بھی مستثنیٰ نہیں ہونگے۔ مسجدوں کے متعلق
 کے ناموں کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ پانچ سے زیادہ آدمیوں کو ایک
 وقت میں نماز باجماعت نہ پڑھائیں۔

اگر یہ حکم اس طرح ہوتا۔ کہ مسجد میں جانے یا آنے کے وقت پانچ سے
 زیادہ آدمی اکٹھے ہو کر نہ چلیں۔ تو کوئی حرج نہ تھا لیکن مسجد
 میں پانچ سے زیادہ آدمیوں کو نماز میں شامل ہونے سے روکنا
 اسلام کے اس حکم میں صریحاً دست اندازی ہے۔ جس میں ہر
 مسلمان کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری قرار دیا
 گیا ہے۔ جہاں تک میں معلوم ہے۔ مندروں میں جانے کے متعلق
 ہندوؤں کے لئے اس طرح تاکید کی گئی ہے۔ جس طرح مسلمانوں
 کو نماز کے لئے مسجد میں جانے کے لئے ہے۔ اور اگر ہو۔ تو
 مندروں کو بھی اس پابندی سے ضرور مستثنیٰ کرنا چاہیے۔
 مجسٹریٹ صاحب اندور کو بہت جلد اس بارے میں اپنے
 حکم پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اور منابر پر یہ پابندی عائد نہیں
 کرنی چاہیے۔

مولوی شہار اللہ صاحب آریہ مناظر

چند دن پہلے مولوی شہار اللہ صاحب نے الفضل میں
 شائع شدہ ایک شعر کے لفظ معین بمعنی عالی رتبہ کو بجا کر
 "مھین" اہانت کرنیوالا قرار دیتے ہوئے بہت کچھ بے ہودہ لکھی
 کی تھی۔ مولوی صاحب کے لئے تو ضروری تھا۔ کہ شان یہودیت
 قائم رکھنے کے لئے سحریت سے کام لیتے۔ لیکن ہم ان کے ضلالت الرشید
 کے صلے الفاظ پیش کر کے بتانا چاہتے ہیں کہ بیٹا اپنے باپ کو
 کیا سمجھتا ہے۔ اخبار تنظیم "۲۰ فروری میں عطار اللہ بن مولوی
 شہار اللہ کی طرف ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے:-
 "رسالہ رنگیلا رسول کا ایک جواب تو گورنمنٹ نے دیا ہے کہ
 اس کے شائع کرنے والے کو قید کی سزا دی ہے۔ مگر واقعات

مندرجہ بالا جواب (مقدس رسول) مولانا شہار اللہ صاحب
 مشہور مناظر آریہ نے بہت معقول دیا ہے۔
 گویا بیٹا اپنے کو مشہور آریہ مناظر "بتا رہا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں
 اتنا معلوم ہے۔ کہ کچھ دنوں مولوی صاحب نے ہمارے مقابلے میں
 دہرم بھکشو آریہ مناظر کا مدعا گار بننے کا اعلان کیا تھا۔ اور وہاں
 میں شہار اللہ صاحب کی حمایت میں سب سے پہلے انہوں نے مضمون
 شائع کیا۔

آریہ سماجی اچھوت

آریہ سماجی یوں تو دلت ادھار کی بڑی بڑی ڈھینگیں
 مار رہے ہیں۔ اور اس غرض کے لئے لاکھوں روپے عوام کی
 جیبوں سے وصول کر رہے ہیں۔ کچھ چوہڑوں چاروں کو شہ
 کرنے کے لئے بھی کبھی کبھی اعلان کرتے رہتے ہیں۔ لیکن
 چھوت پن نے ان کے دلوں اور دماغوں پر ایسا قبضہ چاہا تھا
 ہے۔ کہ وہ کبھی آپس میں سادات کا برتاؤ نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں
 کو جنھیں دیرک دہرم میں قدیم سے اچھوت اور ذلیل سمجھا
 جاتا ہے۔ شدھ کر کے انسانی سادات دینا تو بڑی بات ہے۔
 خود پرانے آدمیوں میں بھی تفریق موجود ہے۔ اور ایک ذہن دوسرے
 کو حقیر اور ادنیٰ قرار دیتا ہے۔ یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ
 رہے۔ خود آریہ اس بات کا اعلان کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹ فروری
 کے "ملاپ" میں لکھا ہے:-

"یہ ایک نہایت افسوسناک حقیقت اور قابل شرم سہانی
 ہے۔ کہ چند آریہ سماجی خود اپنے ہی قابل تعلیم آریہ سماجک
 بھائیوں اور بزرگوں کو اچھوت بنانے کی فکر میں سارا
 زور لگا رہے ہیں۔ اور ان کے اندر باکھل وہی نفرت کا
 جذبہ اور تفریق کی ذہنیت کام کر رہی ہے۔ جس کے
 زیر اثر وہ کہ ہندوؤں نے اپنے ہی بھائیوں کو الگ کر کے
 اچھوت بنانا شروع کیا تھا۔ اور یہاں تک کہ ان کی تودا
 سات کر ڈر تک پہنچی کہ دم لیا تھا۔ بد قسمتی سے آریہ سماج
 کے اندر چند لوگوں کی ایک منظم جماعت پیدا ہو گئی ہے جو
 اس ذہنیت کو ترقی دینے کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے
 کوشش کر رہی ہے۔ اور پرانے برہمنوں کی طرح اپنی اخباری
 و دیگر طاقت کے ناجائز استعمال سے اپنے تباہ کن مقصد
 میں کامیاب نظر آتی ہے۔"

یہ اس آریہ سماج کا حال ہے۔ جس کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ تمام دیگر
 مذاہب کے لوگوں کو اپنے اندر جذب کرنے اور اپنے انسانی حقوق
 لینے کی اہمیت رکھتی ہے۔ جن لوگوں کے اپنے اندر اس قدر تفریق
 اور نفرت کے جذبات پائی جائیں۔ ان کو ہونوں اس قسم کا دعویٰ نہایت ہی

چنانچہ ۱۹ فروری کے "ملاپ" میں لکھا ہے:-

کتوب اہم علیہ السلام

ایک غیر مبلغ کے چند سوالات کے جوابات

ایک غیر مبلغ کی طرف سے چند سوالات حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت پہنچے۔ ان کو جواب دینے کے لیے اس کے لیے بھی آپ کی دعا فائدہ رکھتی ہے۔

سوال اول: کیا آپ کی ہر ایک دعا آپ کے منشاء کے مطابق پوری ہوتی ہے۔ اور جو شخص آپ کی دعائیں ایمان نہ رکھتا ہو۔

جواب: یہ خیال کہ کوئی شخص دنیا میں ایسا بھی ہے۔ کہ اس کی ساری کی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں شرک ہے۔ میری توہمتی ہی کیا ہے۔ میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ اور قرآن شریف سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ وہ شخص جو میری دعا پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کے حق میں بھی اسی طرز پر جو پہلے بیان کیا گیا ہے دعائیں قبول ہوتی ہیں یعنی اکثر دعائیں۔ اور اس قانون قدرت کے مطابق جو دعا کے لئے خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ اگر دعا صرف انہی لوگوں کے حق میں قبول ہوتی جو دعا پڑھتے رکھتے ہیں۔ تو پھر نبیوں کے کام کی کامیابی کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہتا۔ نبیوں کے زمانہ میں ترقی کا باعث ان کی دعائیں ہی ہوتی ہیں۔ انہی کے ذریعے وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہیں۔ اور پھر لوگوں کے دلوں کو سخر کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لعلنا باسماہ نعبدک ایاکونوا مومنین۔ شائد تو اپنی جان کو اس فکر میں پلاک کر دے گا۔ کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے۔ یہ بلا کہ کئی جہانی تدبیر سے نہ تھا۔ کہ انبیاء کے نزدیک نہیں ہوتے بلکہ اس مراد وہ سوز و گداز کی دعائیں ہیں۔ جن کے کہتے وقت انسان بالکل بچل جاتا ہے۔ یہاں دعائیں نہیں کہ جن کے ذریعہ آخر اسلام کی شاعت ہوئی۔ اور پھر دوسری قوم ہو گئی۔

سوال دوم: کیا جب کبھی آپ کا کوئی مرید اپنی کسی تکلیف میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو اس امر کی آپ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ خود آپ کو آگاہ کرے۔ یا تو یہ ہے؟

جواب: یہ تو کسی کے ساتھ بھی نہیں ہوتا۔ نہ انبیاء کے ساتھ کہ جو شخص ان کی طرف متوجہ ہو۔ اس کی حالت سے خبر ہو جائے اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے۔ کسی بزدل کی حالت کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ لیکن یہ بہت کم ہوتا ہے۔ عام قاعدہ یہی ہے۔ کہ جو شخص اپنے حالات سے اطلاع دے۔ اس کے حالات سے اطلاع ہوتی ہے۔ ہاں ایک بات جو سنت اللہ سے ثابت ہوتی ہے اور مجھے اس کے متعلق تجربہ حاصل ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص دعا کے لئے خط لکھتا ہے۔ تو بسا اوقات اس کے خط

لکھنے ہی کی وجہ سے پیشتر اس کے کہ مجھے اطلاع ملے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ کہ وہ مشکل سے بچ جاتا ہے۔ مگر یہ معاملہ بھی اسی رنگ میں ہوتا ہے۔ جس رنگ میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ درحقیقت ایسے شخص کی وجہ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ اسے ان عام دعاؤں میں سے جو میں جماعت کے لئے یا اسلام کے لئے کرتا رہتا ہوں۔ اور نصہ دے دیتا ہے اور بغیر اس کے کہ مجھے علم ہو۔ اللہ تعالیٰ ایک عام جوش دعا کا تلب میں پیدا کر دیتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کے بارہ میں اس سے بھی بڑھ کر معجزانہ خدا تعالیٰ کی تجلی ہوتی ہے۔ میں نے اپنے مسلمانوں کو یہ ہدایت بھی کی ہوئی ہے کہ جب بھی کوئی مشکل ان کے رستہ میں پیش آئے۔ تو وہ ان کا خط وقت پر نہ پہنچے۔ انہیں دعا کے لئے خط لکھ دینا چاہیے اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری کرے گا۔

سوال سوم: کیا آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کا بکثرت مکالمہ ہوتا ہے؟ اور کیا وہ امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو کیا آپ نے اس کا اظہار بذریعہ تحریر میں از قوع کیا ہے؟

جواب: بکثرت کے دو محاورے ہیں۔ ایک بکثرت جیسے ہم روز بولتے ہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ شاذ ذائد نہیں بلکہ متعدد بار۔ اور ایک بکثرت کا لفظ خدا تعالیٰ کے خاص محاورے میں استعمال ہوتا ہے۔ جس کثرت کا مکالمہ پانے والے کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی کا خطاب دیا جاتا ہے۔ یا ان کے کہیں کہ وہ کثرت سوائے نبی کے کسی کو نہیں ملتی۔ سو اس قسم کی کثرت تو مجھے ہرگز حاصل نہیں۔ اگر وہ مجھے حاصل ہوتی۔ تو میں بھی نبی ہوتا۔ ہاں کثرت سے مراد اگر یہی نہ جاتے۔ کہ شاذ ذائد نہیں بلکہ متعدد بار اور جلد جلد مجھے روایا الفاظ میں کوئی عبارت خدا تعالیٰ کی طرف سے بتلائی جاتی ہے۔ تو یہ بالکل درست ہے۔ مگر چونکہ میں مامور نہیں ہوں۔ اس لئے میں عام طور پر ایسی باتوں یا کشفوں کو ظاہر نہیں کرتا۔ اعلان کے ذریعہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک روایا جو کہ میں نے شائع کیا ہے۔ وہ غالباً ۱۹۲۳ء میں مجھے طاعون کے متعلق اس وقت دکھائی گئی تھی۔ جب کہ گورنمنٹ نے اعلان کیا تھا۔ کہ آئندہ سال طاعون شائد بالکل بند ہو جائیگی۔ اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ نے بتلایا۔ کہ پھر شد و مد کے ساتھ طاعون ملک میں پھیلے گی۔ میں نے ایک خطبہ جمعہ کے ذریعے اس اپنی روایا کا اعلان کر دیا تاکہ لوگ ہوشیار رہیں۔ چنانچہ ایک دو ہفتہ کے اندر طاعون ظاہر ہوئی۔ اور ہر ایک سال سے نہ صرف خاص طور پر ہونا شروع ہوتی ہے۔ بلکہ بظاہر بڑھ رہی ہے۔ اس کے علاوہ غالباً اس کے کوئی روایا اپنے طور پر شائع نہیں کی۔ بعض دفعہ بعض روایا

مجلس میں بیان کی ہیں۔ تو لوگوں نے ان کو حجاب دیا ہے۔ اور اکثر روایا تو ایسا ہی ہوتی ہیں۔ کہ میں ان کو بیان نہیں کرتا۔ کیونکہ میرے نزدیک روایا کا بیان کرنا امور دل کا کام ہے۔ میں ایسی ہی روایا بیان کرتا ہوں۔ جس کے بیان کرنے میں میں سمجھوں۔ کہ بعض لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے یا جن میں کوئی دخل و فتنہ کا رنگ ہو۔ یا بعض روایا کسی خاص شخص کے متعلق ہوتی ہیں۔ اس کے سامنے ظاہر کر دی جاتی ہیں۔

سوال چہارم: حضرت صاحب خدا کے مقرر کردہ خلیفہ تھے کیا اسی طرح آپ بھی خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ اگر یہ درست ہے۔ تو حضرت صاحب کی ماموریت میں ادا آپ کی ماموریت میں کیا فرق ہے؟

جواب: اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے مقرر کردہ خلیفہ تھے۔ اور میں بھی خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں۔ لیکن تقرر الگ الگ قسم کے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تقرر بذریعہ اہمام اور وحی کے تھا۔ اور میرا تقرر جماعت کے لوگوں کی زبانوں پر تصرف کر کے۔ گویا وہ وحی جلی کے ذریعہ تھا۔ اور یہ وحی خفی کے ذریعہ۔ جتنا عظیم الشان وقت وحی جلی اور خفی میں ہوتا ہے۔ اتنا ہی فرق میری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت میں ہے۔ ان دو حضرت مسیح موعود کی خلافت ماموریت خفی۔ اور میری خلافت خلافت نبات ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ ایک پٹواری بھی گورنمنٹ کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ اور ایک دوسرا بھی گورنمنٹ کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی بڑا فرق ہوتا ہے۔

سوال پنجم: کیا آپ اپنے منکر کو بھی کافر یعنی خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ جس طرح حضرت صاحب کے منکروں کو؟

جواب: ہرگز نہیں۔

سوال ششم: کس حد تک کسی کو اپنی خواہوں پر بھروسہ کرنا چاہئے؟

جواب: خواب کے مختلف مدارج ہوتے ہیں۔ اور مدارج کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ انبیاء کی روایا اور وحی تو ایسی یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ کہ اس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ عقل اور دوسری وحی کے خلاف ہوگی ممکن ہی نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی وحی کے بھی دو حصے بنتے ہوں۔ ایک دوسری وحیوں اور عقل کے مطابق اور ایک خلاف۔ اس صورت میں نبی بھی اپنی وحی کے ان حصوں کی اتباع کرے گا۔ جو دوسری وحیوں اور عقل کے مطابق ہوں۔ نبی کی وحیوں کے بعد دوسرے لوگوں کی وحی اور خواہیں خواہ کتنی اعلیٰ درجہ کی ہوں۔ وہ ایسی قطعی اور یقینی نہیں ہوتیں۔ کہ ان کے متعلق انسان قسم کھا سکے۔ کہ وہ ضرور صحیح ہی ہیں۔ بعض دفعہ انسانی دماغ اپنی گونا گوں کیفیتوں کے ماتحت بعض ایسی حالتیں پیدا کر دیتا ہے

سوال ششم: کس حد تک کسی کو اپنی خواہوں پر بھروسہ کرنا چاہئے؟

جواب: خواب کے مختلف مدارج ہوتے ہیں۔ اور مدارج کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ انبیاء کی روایا اور وحی تو ایسی یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ کہ اس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ عقل اور دوسری وحی کے خلاف ہوگی ممکن ہی نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی وحی کے بھی دو حصے بنتے ہوں۔ ایک دوسری وحیوں اور عقل کے مطابق اور ایک خلاف۔ اس صورت میں نبی بھی اپنی وحی کے ان حصوں کی اتباع کرے گا۔ جو دوسری وحیوں اور عقل کے مطابق ہوں۔ نبی کی وحیوں کے بعد دوسرے لوگوں کی وحی اور خواہیں خواہ کتنی اعلیٰ درجہ کی ہوں۔ وہ ایسی قطعی اور یقینی نہیں ہوتیں۔ کہ ان کے متعلق انسان قسم کھا سکے۔ کہ وہ ضرور صحیح ہی ہیں۔ بعض دفعہ انسانی دماغ اپنی گونا گوں کیفیتوں کے ماتحت بعض ایسی حالتیں پیدا کر دیتا ہے

سوال ششم: کس حد تک کسی کو اپنی خواہوں پر بھروسہ کرنا چاہئے؟

جواب: خواب کے مختلف مدارج ہوتے ہیں۔ اور مدارج کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ انبیاء کی روایا اور وحی تو ایسی یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ کہ اس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ عقل اور دوسری وحی کے خلاف ہوگی ممکن ہی نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی وحی کے بھی دو حصے بنتے ہوں۔ ایک دوسری وحیوں اور عقل کے مطابق اور ایک خلاف۔ اس صورت میں نبی بھی اپنی وحی کے ان حصوں کی اتباع کرے گا۔ جو دوسری وحیوں اور عقل کے مطابق ہوں۔ نبی کی وحیوں کے بعد دوسرے لوگوں کی وحی اور خواہیں خواہ کتنی اعلیٰ درجہ کی ہوں۔ وہ ایسی قطعی اور یقینی نہیں ہوتیں۔ کہ ان کے متعلق انسان قسم کھا سکے۔ کہ وہ ضرور صحیح ہی ہیں۔ بعض دفعہ انسانی دماغ اپنی گونا گوں کیفیتوں کے ماتحت بعض ایسی حالتیں پیدا کر دیتا ہے

نور افشاں اور مسلمان

لیکن ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا ملکہ ملا ہوا ہے کہ وہ ان کو خدا تعالیٰ کی وحی سے الگ سمجھ لیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے چونکہ ان کی وحی کو خدا تعالیٰ نے یقینی اور قطعی مرتبہ نہیں عطا کیا ہوتا۔ وہ اس کو شریعت پر عرض کرتے ہیں۔ بیوں کی طرح نہیں تا یہ دیکھیں کہ ان کی کوئی تاویل صحیح ہے۔ بلکہ اس طرح سے کہ اگر وہ غلط ہے۔ تو ہم اس کو ترک کر دینگے۔ دوسرے لوگوں کی خواہشیں جن کو یہ مرتبہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ان کے لئے اپنی خواہشوں پر عمل کرنے کے لئے سب سے ذلیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱) یہ دیکھیں کہ وہ شریعت کے خلاف نہیں (۲) یہ دیکھیں کہ وہ عقل کے خلاف نہیں (۳) ان کی تعبیر علم تعبیر الودیاد کے مطابق ہو (۴) یہ دیکھیں کہ ان میں ایسی بات تو بیان نہیں کی گئی۔ جو ان کی عام طاقت سے بالاتر ہے۔ یا جس پر عمل کرنے سے وہ دکھ میں پڑتے ہیں۔ یا وہ نظام سلسلہ کے خلاف تو نہیں پڑتی۔ اگر یہ ساری کی ساری باتیں درست ہوں۔ تو پھر خواب دیکھنے والے پر اپنی خواب پر عمل کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ اس پر عمل نہ کرے۔ اور دوسرے ذرائع سے اس پر کوئی حجت نہ ہوتی ہو۔ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک اس لئے گنہگار نہ ہوگا۔ کہ اس نے خواب پر عمل نہیں کیا۔ ہاں جس خواب میں آئندہ کی خبر بتلائی گئی ہو۔ جب وہ ظاہر ہو جائے۔ تو انسان کے لئے بہت خطرہ اور توبہ کا موقع ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں ایسا شخص خدا تعالیٰ کی گرفت کے نیچے بھی آجاتا ہے۔

اشاعت انجیل کے اعداد و شمار

۱۹۰۰ء میں گذشتہ سال ۲۳۸۵۳۰۰ کو رہا میں ۷۲۳۰۰ جاپان میں ۲۶۶۰۰۰ جنگال میں ۲۰۰۰۰۰ انجیل کے چھاپے گئے ہیں۔ اور اسی سال سوسائٹی کے حساب میں سال کے آخر پر ۸۲۵ پونڈ کی کمی ہے۔ گذشتہ تین سالوں میں اشاعت میں ۳۰ لاکھ جلدوں کا اضافہ ہوا۔ اس سال کیشی نے ۵۰۰۰ پونڈ کے لئے ایبل ہوا ہے۔ ۱۹۲۵ میں ۱۱۵۲۳۲۱ بائبلیں ۱۱۶۱۸۰۳ انجیلیں اور ۳۸۶۰۰۰ حصص کتاب مقدس شائع کئے گئے۔

ایک انسان ضعیف البنیان کو خدا بنانے والی قوم اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے یہ کوشش کر رہی ہے۔ لیکن ایک حی و قیوم اور واحد لا شریک لہ خدا کی پرستش کرنے والی قوم اس کا عشر عشیر بھی کر رہی ہے۔ کیا کوئی سینے میں دل اور دل میں درد رکھنے والا مسلمان اس پر غور کرے گا؟

(عاجز محمد ابرہیم از ننگار)

بھی ہوئے۔ تو عظیم الشان لیکن مسلمانوں نے اس اصول کو ہاتھ سے زودیا۔ اور بزرگان مذہب حضرت مسیح کو بڑی تعظیم و تکریم سے ہی یاد کرتے رہے۔ اور باوجود غلیظ کالیوں کے سنسنے کے انہوں نے طیش میں آکر حضرت مسیح کی شان میں اپنی طرف سے کوئی ناشائستہ کلمہ نہ نکالا۔ ہیں ایڈیٹر صاحب نور افشاں کے خیال سے کمال ہمدردی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اسلام کی ہی فتح ہے۔ کیونکہ اسلام ہی پر بلا ہوا ہے۔ جس نے اس اصول کو بڑے زور سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس امر پر زور دیا۔ کہ خبیث مذہب میں بہت سی مشترک باتیں ہوں۔ تو کیوں نہ اشتراک امور کو مد نظر رکھ کر ہم آپس میں صلح اور اتحاد سے رہیں۔ اور صلح ہوئی سے ہی مایہ التزاع امور کا فیصلہ کر لیں۔ اسی غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام نے اتحادی عمل کی دعوت دی۔ اسی دجر سے اسلام نے کہا۔ کہ تمام اقوام عالم میں نبی آئے۔ اس لئے تمام مذاہب کے بادیوں کو عزت و تکریم سے یاد کیا جائے۔ دوسروں کے بزرگوں کو بڑا کرنے سے روکا اور سختی سے روکا۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کو اسلام کی اس تعلیم پر ناز ہے۔ وہاں انہیں اس بات پر بھی فخر ہے۔ کہ اب دوسرے مذاہب کے لوگ آہستہ آہستہ اس اصول کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ اس آواز کا عیسائیوں کی طرف سے اٹھایا جانا اسلام کی ایک نمایاں فتح ہے۔ کیونکہ مذہبی بحث مباحثات میں دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی توہین روار کھنا پہلے پہل عیسائیوں نے شروع کیا۔ ہیں انہوں نے کہ ہیں اس ناگوار امر کی طرف اشارہ کرنا پڑا ہے۔ مگر وہ اسے باوصبا ایں ہمہ آوردہ تست

آدیوں نے جس قدر سخت کلامی کی۔ وہ سچی علماء کا سہ لسی سے کی۔ اور جس قدر طوفان بے تیزی اب مہندستان میں پیا ہے۔ اس کے بہت حد تک عیسائی علماء ہی ذمہ دار ہیں۔ لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم ہے۔ کہ و ان جنوا لدسلطنت فلنختم لہا و تو بحی علی اللہ۔ کہ اگر دوسرے لوگ صلح کی طرف مائل ہوں۔ تو تو بھی ان کے لئے کندھا ڈال دے۔ اور ان سے بڑھ کر تو صلح کا طالب ہو جا۔ اس لئے بڑی خوشی سے ہم نور افشاں کی تحریک کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ عیسائی پادریوں نے پہلے پہل ہندوستان میں دوسرے مذاہب کے بائبل کو گایا دینی شروع کیں اور غالباً وہ معذور بھی تھے۔ کیونکہ انجیل میں بعض تعلیمیں اسی رنگ کی واقعہ ہوئی ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح کا یہ قول کہ ان سے پہلے جس قدر لوگ آئے وہ چور اور بٹ مار تھے اور آپ کا یہ قول کہ آپ کے بعد بھی جوئے ہی لوگ دھوئے کریں گے۔ اس سے طبعاً سچوں کے دل میں یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت مسیح کے سوا دنیا میں اور کوئی راستباز نہیں گذرا۔ اس لئے عیسائی پادری جہاں کہیں بھی گئے۔ انہوں نے دوسرے

اجتہاد اور افشاں نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں تحریک کی ہے کہ عیسائی اور مسلمان آپس کے تنازعات کو کچھ عرصہ کے لئے اٹھا رکھیں اور متحدہ طور پر آدیوں اور مہندوؤں کا مقابلہ کریں۔ اور ان کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اس کا منشا ہے۔ کہ مسیحی اور مسلم ایک دوسرے کے خلاف قلم چلانے کو بالکل ترک کر دیں۔ کیونکہ ہماری باہمی سکاڈت کی تحریکات سے ایک تیسری مخالف پارٹی زور پکڑتی ہے۔ و دجر یہ کہ مسیحی اور مسلم ایک باپ کی نسل ہیں۔ ان کے مذاہب و عقائد کا سرچشمہ واحد ہے۔ ان کی کتب مذہبی ایک ہیں۔ ان کے انبیاء ایک ہیں۔ ان کا خدا ایک ہے۔ ان میں صرف فروعات کا اختلاف ہے۔ وہ کہتا ہے اسلام کے بزرگوں کی توہین سے سچوں کے دل زخمی ہوتے ہیں۔ اور مسیحیت کی توہین سے مسلم سیک کے جذبات زخمی ہوتے ہیں۔ باقی رہا آپس کے اسلام اور مسیحیت کے اختلافات ہم انہیں کسی احسن طریق سے منانے کی فکر کریں۔

ہیں بڑی خوشی اس امر سے ہوئی۔ کہ آخر ہمارے مسیحی بھائیوں کو بھی یہ خیال پیدا ہوا۔ اگر صلح کا بھولا شام کو آجائے۔ تو مبارک بات ہے۔ ساڑھے تیرہ سو سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ اسلام نے اس سوال کو زور سے اٹھایا تھا۔ کہ جن باتوں میں ہمارے عقائد نہ اتحاد ہے۔ ان کو مضبوط پکڑ کر ان پر اتحاد کی بنیاد ڈالیں۔ اور آپس کے نزاعات کا فیصلہ کسی احسن طریق سے کر لیں۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ یا اهل الکتاب تعاونوا علی کلمۃ سواہ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ فلا تشترک بہ شیئاً ولا یبتغی نافعنا بعضنا ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقلوا انشہدوا یا نا مسلمون۔ یعنی اسے اہل کتاب آؤ ہم آپ کو ایک امر کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ جو ہم میں اور آپ میں مشترک ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم کسی اور مخلوق کی عبادت نہ کریں سوائے اللہ کے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور کسی انسانی کلام کو وہ عظمت نہ دیں۔ جس کا سختی صرف کلام الہی ہی ہے۔ اسے مسلمانوں ہمیں تائید ہے۔ کہ اگر اہل کتاب حد بخا وز سے بھی نکل جائیں۔ اور اس سیدھے سادے اور صحیح اصول کی طرف نہ آئیں۔ تو پھر تم یاد رکھو۔ کہ تم نے اس بات پر پورے اصرار اور فرمانبرداری سے قائم رہنا ہے۔

کیا ہی پاک ہے یہ تعلیم اور کیسا ہی معجزنا اس کا اثر ہے کہ ان چودہ سو برسوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی جنگیں بھی ہوئیں۔ تو اتنی بڑی بڑی جن کی دنیا میں نظیر نہیں۔ اور مباحثے

مذہب کے بنیوں کی شان میں ناگفتہ بہ الفاظ استعمال کئے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے میرا خیال ہے کہ عیسائیوں میں اس قسم کا خیال پیدا ہونا یہ اسلام کی فتح ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ وہ روز بروز اسلامی تعلیم کی تھانت کو لوگوں کے مہینوں سے نکھو رہا ہے۔ اس لئے اس خوشی کے اظہار میں ہم ان تمام دیرینہ گائیوں کو حرف غلط کی طرح محو کرنے کے لئے طیارہیں۔ بشرطیکہ ہمارے عیسائی بھائی حضرت مسیح کی الوہیت سے دست بردار ہو جائیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا شرک ہے۔ جس کے ساتھ کسی طرح بھی اسلام کا جوڑ نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرے وہ اس اصول کو تسلیم کریں۔ کہ سلسلہ حق حضرت مسیح سے بہت قبل کا جاری ہے۔ اور ہمیشہ تاکا جاری رہے گا۔ اور یہ کہ وہ بزرگان اسلام کے نام ہمیشہ عزت سے یاد کریں گے۔ اور آپس کے اختلافات کو ان اصول کے ماتحت جزوی اور فرعی قرار دیکر ان کا محبت اور صلح کے ذریعہ سے فیصلہ چاہیں گے۔ یہ ہیں ہماری شرائط ان کے ماتحت ہم ہر وقت صلح کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ نوزائشاں نے اس سوال کو اٹھایا ہے۔ لیکن سب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے عیسائی بھائیوں کو اس اصول پر متفق کرے۔ کیونکہ کئی ایک ممتاز سبب وائٹل عیسائی شیعہ کی مجلسوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور باوجود اس امر کو جانتے ہوئے کہ اسلام عیسائیت سے اقرب ہے وہ اہل ہنود کے شیعہ کے پرچار میں زور شور سے حصہ لے رہے ہیں۔ کیا ہم یہ سمجھیں۔ کہ ابھی تک ہندو تو میت اور عصیت ان کی رگوں میں جوش مار رہی ہے۔ پہلے نوزائشاں ان عیسائی دوستوں کی خبر لے۔ مسلمانوں کو کسی ایسے وعظ کی ضرورت اس لئے نہیں۔ کیونکہ یہ تعلیم ان کے مذہب کا جزو اور ان کا اصول ایمان ہے۔ تمام مذاہب کے بزرگوں کو عزت و تکریم سے یاد کرنا ان کا پروردگار ہے اور تو اور ان کو تو یہ بھی اجازت نہیں۔ کہ بت پرستوں کے چھوٹے بڑوں اور دیوتاؤں کو کسی بے عزتی کے خطاب سے مخاطب کریں۔ کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے :-

تَسْبُوَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ . كَجَنِّيرَافِ الشَّرِّ اشْيَاكُ وَهَآ اِنَّا مَجْبُودٌ قَسُورُ كَرُكِ اِن سَعِ اِنِّي حَاجِتِسْ طَلَبُ كِيَتِي هِي . اِن كُوهِي كِسِي نَسَمُ كِي هَتَاكُ اَمِيَرُ الْفَاظُ سَعِ يَادُ نَه كُرُو . كِيُونِكِي فَطْرَتُ اِنْسَانِي اِيَسِي دَاتِي هُوَتِي هِي . كِي اِنْسَانُ دُشْمِنِي كِي جَرَشِ مِي اَكِرُ اَلِيَسْتِي يُرْسِي اَصُولُ كُو هِي بَهْلَا دِيَتَا هِي . اُوَرُ اَللّٰهُ تَعَالٰى كِي ذَاتُ جُو تَمَامُ مَذَاهِبِ وَا دِيَانِ كَا مَنُجُ دَسْرُطِي هِي . اِس كُو هِي وَه كَالِيَا دِيَا شَرُوعُ كَر دِيَتَا هِي . اِس مِي هِي خُوشِي هِي . كِي هَمَارِي عِيَسَاى جُوسُتُو

نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ جو طرز ان کے بزرگ اب تک اختیار کرتے چلے آئے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ اور اس سے حق و نامحق کا فیصلہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ بہت دانشمندی کا ہی طریق دنیا میں ہمیشہ کامیاب رہا ہے۔ گالیاں دینے سے مجبوراً انسان کو گالیاں سننی بھی پڑتی ہیں۔

ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عیسائی دوستوں کو حق کی طرف اور زیادہ قدم اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔
فاکار محمد دین ایڈیٹر سن رائٹر

اسلام کے بدترین دشمن اہل بہاء

آخر بہائی کھل کھیلے۔ اور احمدی مطالبات مجبور ہو کر انہیں منہ لفظوں میں ماننا پڑا۔ کہ ہم قرآن مجید کی شریعت کا زمانہ ختم سمجھتے ہیں اور ایک جدید کتاب جدید شریعت کے قائل ہیں۔ چنانچہ لوگ بجلد نمبر ۱ صفحہ ۱۱ پر ہے :-

”برادران اسلام اس وہم میں مبتلا ہیں کہ قرآن شریف مجید کوئی کتاب یا شریعت نہیں کہ سبھی $x \times x$ مگر اہل بہاء سمجھتے ہیں یہ عقیدہ عین قرآن کی ضد ہے۔“
”حضرت بہار اللہ جل ذکرہ کتاب جدید کے ساتھ موجود کل ادیان ہٹانے کے مدعی ہیں“ (صفحہ ۱۰)

یہ لوگ اپنے خود ساختہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں کتنے طریق سے کام لیتے ہیں کہ عوام الناس کو کچھ سمجھ نہیں آئے دیتے جس قوم جس علاقہ میں جاتے ہیں۔ ان کے مشہور و مقبول و خاص و کچی کے عقائد نظر کرتے ہیں۔ اور اپنی خاص کتاب میں انہیں دکھاتے۔ مگر ان سے چٹکے اور مقفی عباراتوں کے کوٹیشن منگاب میں لاتے اور یوں شوق دلاتے ہیں۔

اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اس فرقہ کی ابتداء ان شیعہ سے ہوئی جو تفریق اور منافقت ہرزادیاں سمجھتے تھے۔ شریعت اسلامی سے بعض سیاسی وجوہات کی بنا پر دل پر گشت ہو چکے تھے۔ اس لئے ایک طرف تو اعلان کر دیا۔ کہ قرآن مجید کا زمانہ ختم ہوا۔ اب نئی کتاب نئی شریعت ہوگی۔ دوسری طرف اپنی شریعت کا نقص اور کم مانگی معلوم تھی۔ اس لئے اس کے اجراء کو مشروط بہ شرائط کر دیا۔ اب ان محدثین و زندقین کے گرد وہ کایہ رویہ ہو گیا ہے کہ شریعت اسلامی کو منسوخ بتاتے ہیں۔ اور خود اپنی شریعت پر زور خود عمل کرتے ہیں نہ کسی کو دکھاتے ہیں۔ اور جرات اس درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ کہ دلیل صداقت نفوذ و اقتدار پیش کرتے ہیں۔ مجلہ وہ کتاب بھی نافذ بھی جا سکتی ہے جو

بیکہ میں لائے کی جرات نہ ہو۔ بار بار مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ کتاب تمہارے سامنے لاؤ جسے قرآن مجید کے مقابلے میں پیش کرتے ہو۔ مگر اقدس کو سامنے نہیں لاتے۔ دوسرے طور پر لائے۔ بے تمیزی تو کئی کئی سو صفحے کے چھاپے کی قدرت ہے۔ مگر چند صفحے اقدس جو اصل الاصول اور بنیادی کتاب ہے۔ وہ نادر۔ البیان کو صرف نام ہے۔ بہائی اس کی شکل خود بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔ یہ ہے اس کا نفوذ و اقتدار۔ حالانکہ اس کتاب نے ۱۲۱۷ھ کے قریب بہائیوں کے نزدیک قرآن مجید منسوخ کر دیا تھا۔ پھر اقدس نے البیان کو منسوخ کیا مگر اقدس کا وجود عقلاً۔ اگرچہ جہاں۔ تو میرے نام دہلی کی کرد۔ (ولدت تنسوا) باوجود اس صورت حال کے اقدس کا نام لیتے شرم تو نہیں آتی۔ خدانے نہ چاہا۔ کہ مقدس کتاب قرآن مجید کے مقابل کوئی کتاب اشاعت پذیر ہو۔ اس لئے اس نے تم لوگوں کو روک دیا۔ عبد البہار بھی جو کہ قرآن مجید کی تادم سے لوگوں کو دبوکھ دینا نظر آتا۔ مجھے بتاؤ۔ وہ کون سا علاقہ ہے۔ کونسی جماعت اور وہ دیکھ کے کس پر دے رہے۔ جو اقدس کو پڑھتی پڑھاتی۔ اور اسپر عمل کھینک دکھاتی ہے۔ یہ توفیق اب تک تمہیں نہیں ہوئی اور نہ انشاء اللہ ہوگی۔ کیونکہ درجہ کی قسمت میں تو شکست اور آہستہ آہستہ گھٹتے جاتا ہے۔ نہ تمہارا بیت العدل قائم ہوگا نہ یہ شریعت نافذ ہوگی۔ شریعت کیا ہے۔ یعنی حمد عرب کے مقابل رونا ہوا ہے۔ اور نہ چرچا ہے۔ کہ چار رکھتوں کی بجائے دو رکھتیں کر دیں۔ قبل بدلا دیا۔ مقدس مقام چھوڑ کر ایک انسان کا کام انسان کی فہم پر مجہد شروع کر دیا۔ آجا کر عکس کا نام نکالا تھا۔ خدانے وہاں سے بھی نکال دیا۔ اور ایک کر وہ بجز میں بنچا دیا۔ جسے کوئی جانتا ہی نہیں۔ چنانچہ بہائی خود اس کا نام نہیں لیتے۔ عکس کرتے ہیں۔ اور وہاں یہ حال ہے۔ کہ ان کا نام پوچھا۔ تو لوگ ہٹکا بھکا جاتے ہیں۔ کہ کون بہائی؟ جب مرکز میں تمہاری یہ ذلت مسکت ہے تو باوقار بغضب من اللہ میں کیا شاکسے۔ کیا تم ایمان سے کہہ سکتے ہو کہ تمہارا علم آمد اقدس پر ہے۔ ناں ایک فہم پھر سن لو۔ کہ اگر تم پتے ہو۔ تو قرآن کے مقابل جو کتاب جدید بتاتے ہو وہ ہمارے سامنے بیکاب میں لاؤ۔ وہ تمہارا مسجون فرید جو عکس کے جیل میں لاالہ الا انشاؤنا رہا۔ ایسا شدید کام رہا۔ کہ کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ جس روز اقدس کتاب شائع ہوئی۔ وہی روز بہائیوں کی موت کا ہوگا۔ کیونکہ دنیا پر اس دجل کا پردہ فاش اور بھی طلسم پاش پاش ہوگا۔ اس قسم کے دلائل کسی کام کے نہیں کہ جو کچھ تم نے اپنے مہنوں میں اقدس کی عبارت کا حوالہ دیا ہے اسلئے تمہارا پس اقدس ہے۔ ہم سے کوئی قرآن مجید طلب کرے تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ مگر یہ لوگ اقدس کے مطالبے پر باتیں نہ لگاتے ہیں۔ آخر کچھ تو بات ہے :- (اکمل عقدا اللہ عنہ)

416

شب زندہ داران لندن

چونکہ میرے نظریوں کا پہلو ہے۔ اس لئے میں یہاں رات کی بجائے رات کی روشنی میں لندن کے جنگلے ایوانوں اور لفظ نور ہوٹلوں اور گلیوں میں پھرتا ہوا بھی زندگی کے تاریک پہلو کو جو یہاں کی روشنی میں نمایاں ہوتا ہے، نہیں دیکھ سکتا۔ یاد دیکھتا ہوں اور تیز روشنی کی چکاچوندیں ہر طرف سے نکلتی ہیں۔ مگر اس عیاں تاریکی میں بعض ایسی خوبصورت اور کام کی چیزیں بھی نظر آتی ہیں۔ کہ میرے لئے کئے دیتی ہیں۔ میں لندن کی رات کا نظارہ بیان کرتا۔ اگر مجھے مختلف مقامات کی تشریح اور توضیح کے بیان کرنے کی ضرورت کا خدشہ نہ ہوتا۔ اس لئے کہ میں دوستوں نے لندن کو دیکھا نہیں۔ وہ اس حصہ مضمون کو سمجھنے کے لئے ایک خاص توضیح کے محتاج ہوں گے۔ اور اخبار کے صفحات اس کو برداشت نہ کر سکیں گے۔ اس لئے میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ چند واقعات جو عام طور پر سمجھے جاسکتے ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں :-

شب زندہ داران لندن میں سب سے اول میں فلیٹ سٹریٹ کو لیتا ہوں۔ یہ لندن کے تمام اخبارات کا مرکزی مقام ہے۔ اس جگہ تمام اخبارات کے دفاتر اور ان کے بڑے بڑے مطابع ہیں یہاں سوریج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ دن رات ہر کام ہوتا رہتا ہے۔ اور کبھی سوریج طلوع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ہر وقت بجلی کی روشنی میں کام جاری رہتا ہے۔ فلیٹ سٹریٹ کے کئی فتر میں عیاں معلوم ہوتا ہے۔ کہ باجورج باجورج کے کانوں کی درازی کا کیا فلسفہ ہے۔ اور دن آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح پران کے کان گوش بر آواز کے مصداق نہیں بلکہ وہاں سراپا گوش ہی نظر آتے ہیں۔ زمین کے نیچے کے مکانات میں دیو ہیکل مشینیں کھڑی ہیں۔ اور وہ منتظر ہیں کہ اپنی حیرت انگیز رفتار سے چند گھنٹوں کے اندر تمام دنیا کی خبریں انگلستان کے کونے کونے میں پہنچا دینے کے لئے اخبارات چھاپ کر رکھ دیں :-

آؤ! میں آپ کو دکھاؤں۔ کہ ان کے لئے مصالح کس طرح تیار کیا جاتا ہے۔ اوپر کے کمرہ میں آپ جائیں۔ تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے مختلف حصوں سے برقی پیام۔ لاسکی پیام آرہے ہیں۔ آؤ ایڈیٹروں کی ایک فوج مختلف شعبوں میں اپنے اپنے ڈیسک پر موجود ہے۔ اور اس طرح کام میں مصروف ہے کہ انہیں اپنے آپ کی بھی کوئی ہوش نظر نہیں آتی۔ باہم سرگوشی تاکہ انہیں ہوش نہ آجائے۔ اور ہر ایک اپنے اپنے نامہ اعمال کو پڑھ رہا ہے۔ کبھی کوئی منہ اٹھاتا اور سیکرٹ کا دھواں اڑا دیتا ہے۔ ٹیلیفون اپنا کام کر رہے۔ اور مختلف شہروں اور ملکوں سے بیانات آ رہے ہیں۔ یہ عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ دنیا کی قسمت کا

گویا شیشہ ہوتا ہے۔ بعض ایسی مندرخیز اور بیانات آتے ہیں جو انسان کو شگفتہ کر دیتے ہیں۔ یہاں ہر تجارتی معاملات۔ سیاسی پیچیدگیاں۔ ارضی اور سماوی عادات۔ غرض ایک ایسی حالت ہوتی ہے۔ جیسے ایک آدمی سینچا میں بیٹھا ہو ہے اور مختلف مناظر اس کے سامنے سے گزرتے ہیں۔ آخر ان تمام واقعات اور اخبارات کو ایک مناسب اور موزون ترتیب دیکر کمپوز کیا جاتا ہے۔ اور کمپوز کرنے والی مشینیں ایک قالب اخبار کا تیار کر دیتی ہیں۔ پھر مختلف عملوں کے بعد وہ پریس کی دیو ہیکل مشینوں پر جاتا ہے۔ اور گھنٹوں کے ہی کام شروع ہو جاتا ہے۔ اور چند گھنٹوں کے اندر بھی لوگ ستر راضی کی میں ہوتے ہیں کہ لندن کے سب سے پہلے یہی انہیں بلکہ انگلستان کے تمام بڑے بڑے شہروں تک صبح کے اخبارات پہنچ جاتے ہیں۔ یہ اخبارات ایک قوت اور طاقت ہوتے ہیں۔ فلیٹ سٹریٹ کے شب زندہ داران کی ایک کشش قلم حقیقت میں ایک انقلاب پیدا کرنے کی قدرت رکھتی ہے۔ دوسرے دن کے حالات پر جو اثر پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس شب زندہ داری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ صبح کو شائع ہونے والے اخبارات کے رات کو دن بنادے۔

دالے حصہ کو چھوڑ کر آؤ میں آپ کو جہل چوسٹ آفس میں لے جاؤں۔ شب زندہ داران لندن میں ان کو وہ سردار رہ دیتا ہوں۔ صبح کو سب سے پہلی ڈیوری کی تقسیم کے لئے کروڑوں خطوط اور پارسل جو ڈبیروں ڈبیر پر رہے ہیں۔ اور مختلف حصوں سے ہر وقت آرہے ہیں۔ ترتیب دئے جاتے ہیں۔ اور ساریوں کی ایک فوج ان خطوط کو چھانٹ رہی ہے۔ اور لوگوں کی قسمتوں کو مختلف تھیلوں میں بند کر رہی ہے۔ میں ہمیشہ صحیحی رسائل کے تھیلوں میں قسمتوں کو بند دیکھا کرتا ہوں۔ وہ کسی کے لئے خوشخبری اور کسی کے لئے عرصہ سخن خبریں لے آتے ہیں۔ ایک طرف یہ عمل جاری ہے دوسری طرف وہ خطوط جو باہر جاتے ہیں۔ ان کو مختلف تھیلوں میں بند کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ہر وقت گاڑی پر پہنچ جائیں۔ عجیب بات یہ ہے۔ کہ ایک منٹ کی دیر بھی غلے العموم ان کاموں میں نہیں ہوتی۔ وہ ایسے طور پر ہوتے ہیں۔ کہ گویا مشینیں ہیں جو کام کر رہی ہیں۔ لوگ ابھی اٹھتے نہیں۔ کہ ان کے بیرونی دروازے کے لیسر جس میں خطوط اور دروازوں پر اخبارات موجود ہوتے ہیں۔ اور اٹھتے ہی سب سے پہلے جو چیز انہیں ملتی ہے۔ وہ اخبارات خطوط اور دودھ کی بوتلیں ہیں :-

لندن کے ان شب زندہ داران کو اپنے کام میں مصروف رہنے دو۔ اور میرے ساتھ لندن کے مرکزی فائر برگڈائن میں چلے چلو۔ لندن میں جو جگہ کے خود ایک ملک ہے۔ جہاں قریباً ۸۰ لاکھ آدمی موجود ہیں۔ جہاں پتوں۔ گیس اور بجلی ایسی چیزیں ہیں۔ جو فوراً خاک سیاہ کر سکتی ہیں۔ پھر ان مفید لیکن جہاں سوز

چیزوں پر حکومت اور ان کی بناوٹ کے خطرات سے حفاظت کے سامان کو دیکھنا انسانی عقل اور اس کے عالی مقام کو سمجھنے کے لئے بہت مدد دیتا ہے۔ آگ بجھانے کا انتظام جس جگہ کے سپرد وہ فائر بریگیڈ بھجواتا ہے۔ اس جگہ میں بڑے بڑے آگن۔ پمپ سٹریمیاں اور جھولے (جن میں بلندی سے کودنے والوں کو بچایا جاسکتا ہے) ہر قسم کا سامان بکثرت ہوتا ہے اور ہر وقت تیار رہتا ہے۔ یہ ہر حصہ میں ہیں۔ اور ایک ان کام مرکزی جگہ ہے۔ رات کو آپ دن جاتے ہیں۔ تو آپ کو ایک اور ہی دنیا معلوم ہوگی۔ سونے جاتے کی کہانی نظر آتی ہے۔ آگ بجھانے والے محکمہ کے لوگ پوری رات ہی بہن کر سوتے ہیں۔ گھروں میں نہیں۔ اپنی ڈیوٹی پر بظاہر سوتے ہیں۔ فی الحقیقت جاگتے ہیں۔ جو وہی گھنٹی بجی۔ وہ فوراً گود کر سوار ہوتے۔ اور دوڑ پڑے۔ جب فائر بریگیڈ کا آگن جا رہا ہو۔ تو اس کی گھنٹی بجتی جاتی ہے۔ تاکہ راستہ میں ٹریفک کی وجہ سے ٹکراتے نہ ہوں۔ ان بیدار دل سونے والوں کے علاوہ ایک اور جماعت ہے۔ جو آگھ۔ دل اور کان سب بیدار اور ہوشیار رہتے ہیں۔ تاکہ ان کے کان ٹیلیفون کے بیانات پر ہیں۔ دیوار پر آپ کو بہت بڑا نقشہ نظر آئے گا۔ جو فوراً آگ لگنے کے محل اور مقام واضح کر دیا۔ ایسے شہر اپنے ہم جنسوں کے مال اور جان کی حفاظت کرنے والوں کا ایک یہ گروہ ہے۔ جو میرے نقطہ خیال میں شب زندہ داران لندن میں اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔ آگ بجھانے کے وقت پتھر لوگوں کی جان بچانے کی قوت یہ لوگ اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر جس قسم کی قربانی کرتے ہیں۔ اس کا بیان میرے قلم کی قوت سے باہر ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کا یہ جذبہ معنی چند سکوتوں کے لئے نہیں ہو سکتا۔ ایک نادان ممکن ہے۔ اس کو ملازمت کے لئے قرار دے۔ مگر یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اس موقع پر لاکھوں ایسے ہونگے گئے۔ اگر ان کو لاکھ روپیہ بھی دیا جائے۔ تو وہ اتنے آپ کو اس خطرہ میں نہ ڈالیں۔ یہ کیوں کہتے ہیں۔ میرا نظریہ اس بلبلے میں اور ہے۔ آپ صرف اس کا تصور کریں۔ اور ان شب زندہ داران کی زندگی میں اپنے آپ کا مطالعہ کریں۔ کہ ملک اور قوم کی خدمت کے لئے اس قسم کی ذمہ داری آپ کہاں تک لے سکتے ہیں :-

شب زندہ داران میں دریا ٹیس کی پولیس کا ذکر کروں۔ دریا ٹیس کی پولیس جو رات کو گشت کرتی ہے۔ اس کی کارگزاروں اور جانکشی کو دیکھ کر بھی حیرت ہوتی ہے۔ چونکہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان کم ہے۔ اور انسانی کردار میں مصائب و مشکلات کے مقابلہ کے قابل ایسی صورت میں نہیں رہتے جیسا کہ تمہیں اس لئے خود کشی کی وارداتیں اور دریا کے ذریعہ مختلف قسم کی دوسری وارداتوں کے بہت واقعات ہوجانے کا احتمال رہتا ہے۔ اس لئے ان تمام وارداتوں سے شہر کو محفوظ رکھنے کیلئے رات بھر پولیس کی نوکریاں دریا کے ٹیس میں چکر لگاتی رہتی ہیں

معاونین جرائد سلسلہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پروردگار شہ

پہلی نئی کتابوں کے متعلق

یہ تھوڑی تعداد میں باقی ہیں۔ احباب جلد منگوائیں

منہاج الطالبین

پہلی قابل توہن بات یہ ہے۔ کہ میں نے پچھلے سال نفس اور اولاد کی اخلاقی اور روحانی تربیت پر تقریر کی تھی۔ میرے نزدیک وہ سچو رہنے کے لیے نفس کی اور اپنی آئینہ سنوں کی روحانی اور اخلاقی اعلیٰ درجہ کی تربیت کے متعلق نہایت ہی اہم اور مفید ترین معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ سچو چھپرک کتابی صورت میں تیار ہو چکا ہے۔ ایک ڈپو نے جو کہ بعض دوستوں کے مشترکہ سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو شائع کیا ہے دو تہوں کو چاہیے۔ کہ اس کو خرید کر پڑھیں قیمت۔ ۱۰/-

حق الیقین

اس سال اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور کتاب کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور وہ کتاب ہفتوں المنافع کا جواب ہے۔ ہفتوں المنافع ایک شبیر نے لکھی ہے۔ جس کے مضمون سے حضرت نبی کریم اور آپ کی ازواج اور صحابہ کی ذات پر نہایت ناپاک حملے ہوتے ہیں۔ اس کی اشاعت سے تمام ہندوستان میں اسلام کے خلاف خطرناک زہریں رہا تھا۔ اور یوں کہنا چاہیے۔ کہ اس نے ہندوستان میں آگ لگادی تھی۔ اسی وجہ سے گورنمنٹ نظام نے اس کو ضبط کر لیا تھا۔ لیکن اس کا اور بھی اسا اثر پڑا کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ فی الواقع مسلمانوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہی نہیں۔ تب ہی تو اس کو ضبط کیا جا رہا ہے۔ اخبار اور محدث میں بھی اس کے جوابات لکھنے شروع ہوئے تھے۔ مگر چند سوالوں کا جواب دیکر خاموشی اختیار کر لی گئی۔ جس سے کتاب دالے نے اور بھی ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور شہوہ کر دیا۔ کہ معلوم ہوا کہ باقی مطالبات کا کوئی جواب ہی اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کا جواب لکھا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اس کے جواب میں کتاب حق الیقین لکھی ہے۔ یہ کتاب بھی ایسے معلومات پر مشتمل ہے۔ جو علمی بھی ہیں۔ اور جو اسلام سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے مخالفین اسلام کے جوابات کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ علمی مباحثوں میں بھی کام آسکتی ہے۔ اور اسلام کا مطالعہ کرنے کے لئے نہایت مفید ہے۔ کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ قیمت ۱۲/-

الواح الہدی

ان کے علاوہ بعض اور دستوں کی بھی کتابیں ہیں۔ جو نہایت مفید اور ضروری ہیں۔ ایک کتاب الواح الہدیٰ بک ڈپو نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب قاضی اکمل صاحب کی مرتب ہے۔ اور درحقیقت ریاض الصالحین کا ترجمہ ہے۔ ریاض الصالحین تربیت کے لحاظ سے ایک بے نظیر کتاب ہے۔ اور بالخصوص بچوں کی تربیت میں بہت مفید ہے۔ اسی بنا پر میں نے بچوں کی انجمن انصار اللہ کے لئے جو یکم بنائی۔ اس میں ضروری قرار دیا۔ کہ ہر طالب علم کے پاس انجمن نیز ضروری ہونی چاہئیں۔ ایک قرآن شریف دوسرے کئی نوحہ سنیری ریاض الصالحین۔ دوسری جگہوں پر اس کتاب کی قیمت بھی زیادہ ہے۔ وغالباً عام ہے اور ایسا ہی عربی میں ہے۔ جس کو ہر شخص کچھ نہیں سکتا۔ اس لئے تجزیہ کی گئی تھی۔ کہ کتاب کے بعض فقہی مسائل کو حذف کر کے اس کا ترجمہ قادیان میں ہی جمع کیا جائے۔ چنانچہ حقی صاحب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اور اس کی قیمت بھی تھوڑی رکھی گئی ہے۔ یعنی ۱۲/-

یہ کتاب نہ صرف بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ بڑوں کی اخلاقی حالت کی اصلاح میں بھی مفید ہے۔ اخلاق کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور آیات کا یہ بیجا مجموعہ ہے۔ مگر میرے خیال میں ایسا کوئی اور مجموعہ نہیں ہے۔ ہر شاہزی بے لاپرواہی سے لکھی گئی ہے۔ چھپوانی چاہئے۔ کہ میں کبھی سفر پر نہیں جاتا۔ مگر اس کو ساتھ رکھتا ہوں۔ پہلے عربی میں تھی۔ جس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ اب ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ احباب کو چاہیے۔ کہ اس بہترین مجموعہ کو ضرور خرید کر زیر مطالعہ رکھیں۔ یہ بیسیوں کتابوں میں بک ڈپو نے چھپوائی ہیں۔

(مستقل از الفضل نمبر ۵۸ ۲۱ جنوری ۱۹۲۴ء تقریر علیہ سالانہ ۱۹۲۳ء)

مجاہد بخارا کی آپ بیتی :- مولوی نوری حسین صاحب مبلغ بخارا کے دردناک حالات قیمت ۱۰/-

دیدوں کے سرپرست رائے :- تردید آری میں۔ دس ڈیڑھوں کا مجموعہ ۴/-

مینیٹر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

وصیت نمبر ۳۳۱۳

میں فاطمہ جمیلہ زوہرہ مولوی محمد ظریف صاحبہ ایم۔ اے۔ توتم قریشی ساکن پورنی ضلع بھاگلپور بقیاتی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن اجمالیہ قادیان ہونگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن اجمالیہ قادیان میں جمع و وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ مبلغ سات ہزار روپیہ ہر + الموصیہ فاطمہ جمیلہ بقلم خود۔ گواہ شہدہ محمد شریف شہر موہمیہ۔ گواہ شہدہ محمد اسمان الحق والد موہمیہ +

یو۔ پی کے ایک علاقے میں ایک مبلغ کی عزت پر دست چھوہاہہ اعطالان صفحہ روپے ماہوار مبلغ نفوس و مکان کے ملیں گے۔ درخواستیں بنام۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان +

